نظرات

دنیا کے کسی بھی ملک کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ عصر حاضر میں عوام الناس اخلاقی قدروں سے اس قدر دور ہو چکے ہیں کہ اب انھیں اخلاقیات کی کسی بھی تعلیم و وعظ ہی کو سننے میں کوفت اور بوریت ہی محسوس ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آئے دن وہ واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں جو حیوانیت کی حدود سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں۔ قدرت نے انسان اور حیوان میں جو فرق و امتیاز قائم کیا ہوا ہے۔ موجودہ دور کے انسانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے خود اپنے ہی ہاتھوں سے اسے ختم کرکے اپنے لئے وہ منحوس راستہ انتخاب کیا ہے جو انسانیت سے کوسوں دور ہے اور حیوانیت کے بالکل قریب ہے۔ جس کی وجہ سے انسانوں کے لئے مشکلات ہی مشکلات پیدا ہوئی ہیں۔ قدرت نے جس انسان کے لئے آسانیاں اور راحتیں پیدا کی تھیں اس انسان نے اپنی خودی کے زعم میں مبتلا ہو کر خود اپنے لئے تباہی و بربادی کا سامان خود ہی مہیا کر لیا ہے ـــ انسان نے اپنی محدود عقل کی بنا پر قدرت کی آسائشوں کو اپنے لئے ناکافی سمجھا جس کی وجہ سے وہ مزید آسائشوں کے حصول کے چکر میں ایسا جا پھنسا کہ اب اسے اس میں سے نکلنے کے لئے کوئی راہ نہیں سوجھتی دکھائی دے رہی ہے۔ بہت دیر بعد اسے احساس ہوا ہے کہ قدرت نے انسان کے لئے جو اصول و نظام بنایا ہے وہ ہی اس کے لئے مفید ہے اور انسان خود جو اصول اپنے لئے بناتا ہے وہ اس کی کم عقلی و ناواقفیت کی بنا پر مضر و نقصان دہ اور انسانیت کے لئے باعثِ ہلاکت ہی ہے ـــ یعنی قدرت نے انسان کے لئے جو راستہ بنایا اس پر چلنے میں انسان کی فلاح و بہبودگی ہے اور انسان نے اپنے لئے جو راستہ بنایا اس پر چلنے سے انسان خود اپنی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کرنے کا باعث بنا۔

قانونِ قدرت سے راہ فرار اختیار کرنے سے بنی نوع انسانی کے لئے کس قدر مسائل پیدا ہوئے اسے آج بڑے بڑے سائنسداں اور ماڈرن علوم کے ماہر و دلدادہ بھی ماننے پر مجبور ہیں کہ انسان نے خود ہی اپنی تباہی و بربادی کا کنواں کھود ڈالا ہے اس سے کسی بھی طرح نکلنا اب انسانی دسترس سے باہر کی بات ہے۔

پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی تباہیاں ہمارے سامنے ہیں کہ انسانوں کے پیدا کردہ ہتھیار ہی سے ہزاروں لاکھوں انسان آناً فاناً موت کی آغوش میں چلے گئے تھے۔ ہیروشیما و ناگاسا میں انسانوں کے بنائے ہوئے بموں سے انسانی زندگی کے نام و نشان ہی مٹ گئے تھے۔ آج بھی ایسے ایسے ہتھیار و بم انسانوں کے ہاتھوں سے بنے ہوئے ہیں کہ جس کے استعمال سے خود بنی نوع انسانی کی مکمل تباہی کا سامان موجود ہے۔ امریکہ کے پاس بیس ہزار بم، راکٹ و میزائل ہیں اور روس کے پاس دس ہزار راکٹ وغیرہ ہیں جن کے لئے مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ اس قدر تباہ کن طاقت ہے اگر اسے استعمال کیا جائے تو ساری دنیا دس دس بار آناً فاناً تباہ ہو سکتی ہے تباہی کے اتنے سارے سامان بنا تو لئے گئے مگر جب ان کی تباہیوں کے نقشے سامنے آئے تو ہی دنیا کے انسان پریشان ہیں کہ انہیں ضائع کس طرح کریں۔

اسی طرح قانونِ قدرت سے راہِ فرار اختیار کر کے ہم نے دیگر گناہ کاریوں کے راستے بھی اپنا رکھے ہیں۔ شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر بے حیائی کے ساتھ عریانیت کو اپنا لیا ہے۔ مرد و عورت کے پاکیزہ رشتوں کی مٹی پلید کر کے رکھ دی ہے۔ اونچی اونچی سوسائٹی میں بے حیائی رواج پا چکی ہے۔ ۱۹۳۶ء میں شہزادہ ایڈورڈ برطانیہ کے تخت پر جب بیٹھا تو اس کی محبت ایک ایسی عورت سے تھی جو ایکبار نہیں دو بار کی طلاق شدہ تھی اور آج ۱۹۹۳ء میں اسی برطانیہ میں ۱۹۳۶ء سے دو قدم اور آگے شاہی خاندان کے خوبصورت ترین شہزادہ چارلس کی شادی انتہائی حسین و جمیل لڑکی ڈائنا سے ہوئی، وہ آپس میں ایک دوسرے سے بدظن ہیں۔ اور طلاق لینا چاہتے ہیں، امریکہ کے سابق صدر جان کینڈی کے متعلق یہ مشہور تھا کہ وہ اپنے سرکاری دفتر کے ساتھ ایک مخصوص کمرے میں خوب صورت عورتوں کے ساتھ رنگ رلیاں منایا کرتے تھے حالیہ سابق صدر رونالڈ ریگن کے ساتھ اسی قسم کی کہانیاں مخصوص ہیں۔ برطانیہ کی مہارانی

الزبتھ کی چھوٹی بہن اپنے خاوندوں کو طلاق دے چکی ہیں اوران کی بیٹی و چھوٹا بیٹا بھی طلاق دے چکا ہے ایک بیٹے کی بیوی کسی اور کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔ مغربی ملکوں میں تو یہ بات عرصہ سے عام تھی کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ اور بیویاں اپنے مردوں کے ساتھ وفادار نہیں ہوتیں۔ مگر یہ بات صرف مغربی ملکوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے مشرقی ملکوں میں بھی ایسی باتیں خاص نہیں عام ہو چکی ہیں۔ ایک مرد کسی دوسری عورت سے تعلق جنسی پیدا کر لیتا ہے اور اسی طرح کوئی عورت کسی بھی دیگر مرد سے جنسی تعلق پیدا کرنے میں کوئی جھجک نہیں سمجھتی ہے اور اب تو حد ہو چکی ہے کہ ہم جنسیات کی لت و شوق بھی عام ہوتا جا رہا ہے۔

تاریخ میں ہم قوم لوط کے قصے پڑھا کرتے تھے مگر آج ہم جنسیات مرد مرد ہی میں نہیں رہی بلکہ عورتوں عورتوں میں بھی ہو گئی ہے۔ بے شرمی کی حد ہے کہ ان خرافات کے لئے کھلے عام آئینی حق بھی مانگا جا رہا ہے۔ ان سب کا جو نتیجہ ہے وہ انسانوں کی ہلاکت کی صورت میں سامنے آرہا ہے۔ نت نئی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں کینسر کی بیماری کا علاج ابھی ڈھونڈا نہیں جا سکا ہے کہ ایڈس کی خطرناک بیماری نے انسانوں کے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا ہے یہ بیماری اس قدر خطرناک ہے کہ اس کے جراثیم ہی انسانوں کے جم غفیر کو بربریت کے ساتھ ہلاک کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

عیش و عشرت کے اس ماحول میں انسانی خواہشات کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے جس کی وجہ سے آج پورا انسانی معاشرہ اخلاقیات کی کسی بندش میں بندھنے کو تیار و آمادہ نہیں ہے بھرشٹاچار کسی دور میں عام انسانوں کے لئے نہ معلوم چیز تھی آج معلوم و معروف چیز ہے ہر جگہ بھرشٹاچار ہے رشوتوں کا بازار گرم ہے سرکاری محکموں میں اور بڑے بڑے افسران کے یہاں رشوت کے بغیر کوئی کام ہی نہیں ہوتا ہے زندگی کے ہر شعبہ میں بھرشٹاچار کی فرمانروائی ہے جس سے عام انسان مہنگائی کے مارے بُس رہا ہے بھرشٹاچار کی وجہ سے مہنگائی ہوتی ہے اور عام انسان چونکہ بے سہارا و بے بس ہوتا ہے اس لئے ان سب باتوں کا اس پر زیادہ ہی اثر پڑتا ہے۔ ان حالات میں عقل حیران ہے دماغ پریشان ہے کہ انسان خود اپنی زندگی کی راہوں

کو غلط راستوں پر لیجا کر اور غلط اندازوں سے اپنے آسائش و آرام کے سامان مہیا کر کے زندگی کو کس قدر بھول بھلیوں میں پھنسا چکا ہے۔

یہ وقت ہے کہ ہم بنی نوع انسان کے سامنے انسانیت کی صحیح معنوں میں فلاح و بہبودگی کی خاطر اسلام کا مکمل ضابطۂ حیات کا پیغام پیش کریں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اور اپنائے ہوئے اسوۂ حسنہ کا ذکر کریں۔ بنی نوع انسانی کی ترقی کامیابی کے لئے اس سے اچھا راستہ اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ انسانیت کی ہلاکت کی یہ بیماری کسی ایک ملک میں نہیں ہر ملک میں پیدا ہو چکی ہے اس لئے ہمارا خطاب پوری انسانی عالمی برادری سے ہے اور اس کے لئے صحیح علاج اسلامی راہ عمل و اسلامی نظام ہی کی آغوش میں چلے جانے میں ہے۔ تمام دنیا کے انسان اپنے پیدا کئے ہوئے غلط اسباب سے عاجز ہیں اور وہ متلاشی ہیں فلاح و عافیت کے راستے کے۔ علماء اسلام کا فرض ہے کہ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اسلام کے بہترین پیغام عمل کو عالم انسانیت کے سامنے بلا تکلف پیش کریں۔

معذرت

ہمیں افسوس ہے کہ جامع مسجد دہلی میں مسلسل کرفیو کے نتیجے میں درپیش مسائل اور رکاوٹوں کی وجہ سے جنوری کا شمارہ وقت پر شائع نہیں ہو سکا۔ اس لئے موجودہ شمارہ جنوری اور فروری کا یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ قارئین کرام ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔

(ادارہ)

وفیات

انتقال پرملال

حضرت مفتی عتیق الرحمن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی عقیدت مند سردار نرنجن سنگھ لانبہ ۲۳ جنوری ۱۹۹۴ء کی علی الصبح کو اچانک انتقال فرماگئے۔ وہ ۸۴ سال کے تھے۔ اور بڑے ہی مخلص اور غریبوں کے ہمدرد و بہی خواہ تھے بہت بڑے کاروباری ہوتے ہوئے بھی بے سہاروں، بیواؤں، یتیموں کی فلاح و بہبودگی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے انسانیت کی خدمت میں ہمیشہ جٹے رہتے تھے۔

مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ کے جاں نثار و فدائی تھے۔ ان سے تعلق خصوصی قیام پاکستان سے قبل راولپنڈی ہی سے تھا برابر اس وقت خط وکتابت رہتی تھی قیام پاکستان کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ کی عقیدت و محبت ہی انہیں دہلی کھینچ لائی تھی۔ تعصبات و تنگ نظری سے بالکل پاک وصاف تھے بلا لحاظ مذہب وملت ضرورت مندوں کی امداد کرتے رہتے تھے۔ حضرت مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ کے انتقال کی خبر سنتے ہی بلک بلک کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ آج ہمارے مسلمانانِ ہند اور ملک کے اوپر سے سایۂ شفقت اُٹھ گیا ہے۔ مفتی صاحبؒ کے جنازے میں باوجود سخت بیماری و تکلیف کے جامع مسجد سے مہندیان تک پیدل ہی چلتے رہے لوگوں نے ان کے درد کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے انھیں سواری میں بیٹھنے کے لئے کہا تو بولے کہ جس ہستی نے ملک و قوم کی خدمت میں اپنی پوری زندگی قربان کردی اس ہستی کے لئے ہم پیدل بھی نہیں چل سکتے کیا؟۔

حقیقت تو یہ ہے کہ لانبہ صاحب قدیم روایات و تہذیب کے امین تھے۔ ان کے انتقال سے ایک خلا رسا محسوس ہو رہا ہے حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ انکے انتقال پرملال پر ہم سب کو ان کے متعلقین کو اور ان کے تمام احباب کو صبر جمیل عطا کرے۔ (آمین)

ادارہ ندوۃ المصنفین، رسالہ برہان انکی اہلیہ اور ان کے صاحبزدگان کلدیپ، کیول سورن، جتندر اور جگ پریت سنگھ سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔